

مالی استحکام اور خطرے کی جانچ

اس سیکشن میں 2007ء کے دوران اور 2008ء کی پہلی ششماہی میں ملکی اور بیرونی ماحول سے ابھرنے والے خطرات پر مبنی مالی استحکام کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد مالی نظام میں موجود خطرات کے عوامل اور کمزوریوں اور ان خطرات اور کمزوریوں کے مالی نظام کی صحت پر اثرات کو اجاگر کرنا ہے۔

متعدد عدم انظیر واقعات اور دھچکوں سے متاثرہ عالمی مالی نظام سخت انتشار کی حالت میں ہے۔ بڑے عالمی بینکوں کو ایک ایک کر کے بھاری نقصانات اٹھانے پڑے ہیں، کچھ کو پریشانی کا سامنا ہوا اور بعض کو اپنا کاروبار بند کر دینا پڑا۔ بعض بینکوں کو نیل آوٹ، انضمام یا تشکیل نو کی کسی اور شکل کا سہارا لینا پڑا۔ اسٹاک مارکیٹیں گر گئیں، اشاریوں میں زوال آیا اور منڈی کی سرمایت سخت متاثر ہوئی۔ رہن منڈی اور دیگر متبادل سرمایہ کاری طریقوں کے محدود مسئلے سے شروع ہونے والے اس مالی بحران نے، جو عالمی مالی اثاثوں کا بہت چھوٹا حصہ ہے، پہلے معیشت کے ایک شعبے یعنی تعمیر و خریداری مکان کو متاثر کیا اور پھر اب اس کا وبائی اثر مالی بازاروں اور اداروں کے تمام حصوں تک پہنچ چکا ہے اور حقیقی شعبے کو بھی متاثر کر رہا ہے۔ پائیدار نمو کی کچھ مدت کے بعد اب عالمی معیشت میں خاصی سست رفتاری دیکھنے میں آرہی ہے۔ پہلے سمجھا جا رہا تھا کہ ترقی یافتہ مالی منڈیوں میں محض سیالیت کا بحران ہے لیکن اب یہ ادائیگی قرض کی صلاحیت کے بحران میں بدل چکا ہے۔

اس بحران کی پیچیدگی اور گہرائی کو دیکھتے ہوئے مرکزی بینکوں نے اس کے تصفیے کے لیے کثیر جہتی طریقے اختیار کیے ہیں۔ ابتدائی مرحلے میں مالی منڈیوں کو بہتر طور پر چلانے کے لیے سیالیت کے ادخال پر زور دیا گیا لیکن ان کوششوں کا منڈی کو استحکام بخشنے کے حوالے سے مطلوبہ اثر نہیں ہوا اور اشتعالی جذبات کے ہمراہ بڑھتے ہوئے نقصانات نے بعض بینکوں کو دوبالہ کر دیا۔ مرکزی بینکوں اور حکومتوں نے سیالیت کے ادخال کا عمل جاری رکھتے ہوئے بینکوں کو دوبارہ سرمایہ فراہم کرنے کے لیے پیکیجیز تیار کیے ہیں تاکہ بیلنس شیٹس پر سے کچھ دباؤ کم ہو۔ تاہم نیل آوٹ پیکیجیز کے حجم، سیالیت کے ادخال کی نوعیت اور مقدار اور اداروں کی مدد کے لیے پیش کردہ متعدد غیر روایتی حلوں سے قطع نظر مالی منڈیوں میں دباؤ کی علامات بدستور نظر آرہی ہیں، اس لیے بھی ابتدا میں کساد بازاری کے جو خدشات تھے وہ اب یقین میں بدل چکے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انفرادی اور ادارہ جاتی سطح پر بہت نقصانات ہوئے ہیں اور مالی مصنوعات کی نوعیت، مالی قواعد و ضوابط اور نگرانی کے حوالے سے بہت سے سبق سیکھنے ہوں گے۔ اب یہ توقع کی جا رہی ہے کہ مرکزی بینکوں کی مربوط کوششوں کے اچھے نتائج برآمد ہوں گے اور منڈیوں کی صورتحال بہتر ہو جائے گی۔ یکجائی اور نئے ضوابطی ڈھانچے کے ذریعے تبدیلی عالمی مالی نظام کے لیے اچھا شگون ثابت ہوگی۔

دوسری جانب پاکستانی معیشت پر عالمی مالی بحران کے صرف بالواسطہ یا دور ثانی کے اثرات مرتب ہوئے ہیں اور اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے سے یہ براہ راست متاثر ہوئی ہے۔ اس حوالے سے پاکستان ان معیشتوں میں شامل ہے جو سب سے زیادہ متاثر ہوئی ہیں۔ معاشی اشاریوں کو بگاڑنے میں غالب ترین عنصر اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافہ رہا ہے۔ مثال کے طور پر م 08ء کے دوران بیرونی جاری حسابات کے خسارے 81.7 فیصد تیل کے درآمدی بل کی وجہ سے پیدا ہوا جو م 08ء میں بڑھ کر 11 ارب ڈالر ہو گیا جبکہ م 04ء اور م 07ء کے دوران یہ اوسطاً 5.3 ارب ڈالر رہا تھا۔ اسی طرح م 08ء کے مالیاتی خسارے میں بڑا اضافہ بین الاقوامی قیمتوں کی خردہ سطح کو منتقلی کا نتیجہ تھا۔ اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے ہمراہ بڑھتے ہوئے معاشی عدم توازن نے گرانی کے دباؤ میں عدم انظیر اضافہ کر دیا اور قومی اور غذائی نرخ ریکارڈ سطح تک پہنچ گئے۔ پاکستان کی ترجیح یہ ہے کہ مسئلے کی جڑ پر توجہ دے یعنی معاشی عدم توازن دور کرنے کی کوشش کرے بجائے اس کے کہ محض علامات کا علاج کیا جائے جو اب معیشت کے دیگر حصوں کو بھی متاثر کر رہے ہیں۔

اس صورتحال میں حکومت اور مرکزی بینک نے کئی اقدامات کے ذریعے ان مشکلات سے نمٹنے کی کوشش کی ہے۔ بڑھتے ہوئے طلبی دباؤ کے پیش نظر، جو روز افزوں قومی گرانی کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے، مرکزی بینک نے اسی طرح کے دباؤ کا شکار بعض دیگر ممالک کی طرح زری پالیسی کو سخت کرنے کے لیے اقدامات کیے تھے۔ ساتھ ہی حکومت نے بھی معاشی عدم توازن سے نمٹنے کی ضرورت کو تسلیم کیا۔ خردہ ملکی نرخوں میں اضافہ اور غذائی پیداوار کو بہتر بنانے اور بجلی کی قلت کم کرنے کے لیے ساختی اصلاحات ایسے طریقے ہیں جن سے مالیاتی خسارے کو گھٹانے کے ساتھ پیداواری شعبوں کو درپیش مسائل سے نمٹا جاسکتا ہے۔

اگرچہ پاکستان کے مالی شعبے پر عالمی مالی بحران کے براہ راست اثرات نہیں پڑے (جدول 1)، تاہم یہ وہ دور تھا جس میں معاشی ماحول سے آنے والے دباؤ کی بنا پر مالی استحکام کے حوالے سے تشویش پیدا ہوئی اور مرکزی بینک نے زری اور مالی استحکام دونوں کے انتظام کرنے کے لیے اپنی پالیسی کی سمت کو متوازن کیا۔ اس سے پہلے حقیقی شعبے سے روابط اس قدر نمایاں نہ تھے: مالی شعبے کو کمزور پڑتے ہوئے معاشی ماحول کا سامنا تھا تاہم اس نے دباؤ بخوبی برداشت کیا اور مضبوط اور چکدار رہا۔

جدول 1: مالی شعبے کے اثاثوں کی ہیئت ترکیبی

2001ء	2002ء	2003ء	2004ء	2005ء	2006ء	2007ء	2008ء پہلی ششماہی
3042.7	3417.7	3943.7	4518.3	5201.5	5957.5	7115.2	7646.6
(ارب روپے)							
12.3	15.4	14.6	15.1	14.5	19.4	7.5	
شرح نمو (فیصد)							
0.1	0.1	0.1	0.1	0.2	0.2	0.2	
خرد مالکاری ادارے							
6.6	6.2	6.6	7.0	7.6	7.8	8.0	
غیر بینکی مالی ادارے							
3.7	3.8	3.8	3.8	3.9	4.1	4.6	
بیہ							
25.8	24.9	25.0	21.7	18.0	16.1	14.6	
قومی بچت کا مرکزی ادارہ							
63.8	65.0	64.5	67.3	70.4	71.9	72.7	
بینک							
0.0	0.1	0.1	0.1	0.1	0.1	0.1	
بطور فیصد جی ڈی پی							
0.0	0.1	0.1	0.1	0.1	0.1	0.1	
خرد مالکاری ادارے							
4.7	4.6	4.9	5.2	5.6	5.7	5.9	
غیر بینکی مالی ادارے							
2.6	2.8	2.9	2.8	2.9	3.0	3.4	
بیہ							
18.1	18.2	18.8	16.1	13.3	11.7	10.8	
قومی بچت کا مرکزی ادارہ							
44.8	47.7	48.3	50.1	51.8	52.4	53.9	
بینک							
70.2	73.3	75.0	74.4	73.7	72.9	74.1	
مجموعی							

چونکہ مالی نظام میں بینکوں کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اس لیے مالی نظام کا استحکام بھی بینکاری نظام پر منحصر ہے۔ جنوری 2007ء سے جون 2008ء تک بینکاری شعبے کی کارکردگی کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان کا بینکاری نظام پچھلے چند برسوں میں اس قدر مضبوط ہو چکا ہے کہ وہ گذشتہ 18 ماہ میں درپیش دھچکوں کو برداشت کر سکتا ہے۔ بینکاری نظام مضبوط پیروں پر کھڑا ہے اور طویل مدتی امکانات رکھتا ہے۔ اس خوبی سے اس شعبے میں بھاری مقدار میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری آئی ہے اور مستحکم عالمی مالی ادارے اب ملکی مالی شعبے کے فعال شراکت دار ہیں۔ اس کا انتظام بحسن و خوبی چلایا جا رہا ہے اور نجی ہاتھوں کی پیشہ ورانہ انتظامیہ کے ماتحت پچھلے چند برسوں میں اس نے زبردست مالی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ بھرپور قواعدی نگرانی کی مدد سے سرمائے اور خطرہ بہ وزن کفایت سرمایہ میں اچھا اضافہ ہوا ہے۔ ساتھ ہی تموین کی شرائط بھی 2007ء میں سخت کر دی گئیں۔ قرضوں کی تموین کی سخت شرائط سے غیر ادا شدہ قرضوں کے جزدان میں کافی ذخائر جمع ہو گئے ہیں۔ مغرب کے آزاد مالی نظام کے برخلاف، جس نے موجودہ عالمی بحران کی شکل میں نقصان پہنچایا، پاکستان میں سخت ضوابط اور مناسب پالیسیاں نافذ ہیں جو بینکاری نظام کو اپنے خطرات سے نمٹنے میں مدد دیتی ہیں۔

مجموعی مالی صحت کے اظہار کے لیے 2000ء کے اوائل سے بہتر ہو رہے ہیں اور بدستور مضبوط کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ تموین کی سخت شرائط سے منافع ضرور کم ہوا ہوگا تاہم اس سے بینکوں کو سنبھلنے میں مدد ملی ہے۔ کیچائی اور انضمام کے جاری عمل سے متعدد بینکوں نے خود کو بہتر بنایا ہے۔ ادائیگی قرض کی صلاحیت بڑھی ہے اور معاشی ماحول کے دباؤ کے پیش نظر اثاثوں کے معیار میں معمولی بگاڑ کی علامت ہے، جس سے بینک بخوبی نمٹ سکتے ہیں۔ جون 2008ء میں کی گئی دباؤ کی جانچ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑے بینک نسبتاً مستحکم حالت میں ہیں اور درمیانے اور چھوٹے حجم کے بینک ذیلی بازار میں خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بینکاری نظام کی کفایت سرمایہ مضبوط ہے، جو آخر جون 2008ء میں 12.1 فیصد تھی اور بین الاقوامی طور پر قابل قبول کم سے کم شرح 8 فیصد سے خاصی زیادہ ہے۔ تو زری سرمایہ مجموعی سرمائے کا لگ بھگ 80 فیصد ہے اور بینکاری نظام کا مرحلہ اول سرمایہ اور خطرہ بہ وزن اثاثوں کا تناسب 9.7 فیصد ہے۔ اس مضبوط اساس سرمایہ کے ساتھ کافی ذخائر بھی ہیں جن کی پشت پر مخصوص اثاثوں پر تموین کی سخت شرائط موجود ہیں۔ خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور کل قرضوں

کا تناسب اچھی طرح قابو میں ہے یعنی جون 2008ء میں 1.3 فیصد تھا، جو بہترین عالمی معیارات کے مطابق ہے۔ بینکاری نظام کی نفع آوری متاثر کن ہے جو زیادہ تر بلند یافت والے کا سبب اثاثوں کی مسلسل نمو اور وسیع کاروباری حجم کا نتیجہ ہے۔ بینکاری نظام کا اثاثوں پر قبل از ٹیکس منافع جون 2008ء میں 2.3 فیصد کی بلند سطح پر تھا۔ جو قوت گذشتہ چند برسوں میں پیدا ہوئی تھی وہ اب حالیہ مالی دباؤ سے ٹھنسنے میں کام آ رہی ہے۔

یورپی شعبے کی کمزوریاں حالیہ مہینوں میں بہت تشویش کا باعث تھیں۔ ساتھ ہی حکومت اور نجی شعبے کے قرضے کی طلب نے سیالیت کی صورتحال کو مزید سخت کر دیا ہے۔ منڈی کی سیالیت پر دباؤ میں اس لیے بھی اضافہ ہوا کہ اکتوبر 2008ء میں بینکاری نظام کی امانتوں میں کمی ہوئی اور زیر گردش کرنسی بڑھ گئی۔ بینکاری نظام کی سیالیت کے یہ رجحان موسمی حالات کی عکاسی کرتے ہیں کیونکہ عید کے موقع پر عام طور پر زیر گردش کرنسی بڑھ جاتی ہے اور بین الینک سیالیت پر عارضی دباؤ پڑتا ہے۔ جمع کردہ امانتوں کی کم تعداد اور امانتوں پر دی گئی کم شرح سود کے مشترکہ اثر کی بنا پر بعض بینکوں کو اپنی بلند نفع آوری برقرار رکھنے کے حوالے سے سیالیت کے دباؤ کا سامنا کرنا پڑا۔ حکومت اور سرکاری شعبے کے اداروں کی بینکاری نظام سے حد سے متجاوز قرض گیری کے نتیجے میں مزید پیچیدگیوں نے جنم لیا ہے۔ بہر حال سیالیت کا دباؤ عارضی تھا اور بین الینک منڈی اب معمول کے مطابق کام کر رہی ہے۔

مستقبل میں بینکاری شعبے کو اپنی امانتوں کی اساس برقرار رکھنے اور نئی امانتیں لانے میں چیلنج کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ م س 09ء کے پہلے چند ماہ میں قومی بچت اسکیموں پر منافع کی شرحوں میں تین مراحل میں اضافہ کیا گیا۔ ایک لحاظ سے بینکوں کو اپنا معیار اور واجبہ مصنوعات پر منافع بڑھانا پڑے گا اور مسابقت کی قوت کو مضبوط تر بنانا ہوگا۔

شعبہ بینکاری کو درپیش مختلف خطرات میں قرض جزدان کے بڑے قرض گروں کی چھوٹی سی تعداد میں ارتکاز سے پیدا ہونے والے خطرہ قرض کا بغور جائزہ لینے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ نظم خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔ شعبہ جاتی ارتکاز جو گھٹ رہا ہے تاہم ابھی تک زیادہ ہے تشویش کا ایک اور سبب ہے، جس کا اظہار اس امر سے ہوتا ہے کہ ٹیکسٹائل شعبے کو دیے جانے والے قرضے بینکاری نظام کے مجموعی قرض جزدان کا 18.5 فیصد ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ آخر جون 2008ء میں ان قرضوں کی انفیکشن کی شرح نسبتاً زیادہ یعنی 12.6 فیصد تھی جبکہ مجموعی قرض جزدان کی انفیکشن کی شرح 7.7 فیصد تھی۔

قابل ذکر بات یہ ہے بینکوں کی سیالیت کی کیفیت کا غیر بینکی مالی کمپنیوں پر بھی اثر مرتب ہوا، جن کی رقوم کے حصول کا اصل ذریعہ بینکوں سے قرض ہے۔ غیر بینکی مالی کمپنیوں کو غیر بینکی مالی خدمات کی نمو کے مواقع کو تشکیل دینے میں محدود کامیابی ہوئی ہے اور مختلف ذیلی شعبوں کی کارکردگی وسیع تر مالی شعبے کے دشوار ماحول کے باعث متاثر ہوئی ہے۔ غیر بینکی مالی کمپنیوں پر بڑے مالی شعبے کا چھوٹا سا جزیبہ ہیں۔ بینکوں اور دیگر مالی اداروں سے قرض پر ان کا ضرورت سے زیادہ انحصار غیر بینکی مالی کمپنیوں کے لیے مسائل کا باعث بنا ہے کیونکہ اس سے فنڈنگ کی لاگت بڑھ جاتی ہے اور اگر قرض کے یہ ذرائع سیالیت کے بحران کے ماحول میں معدوم ہو جائیں تو نظم خطرہ پیدا ہو سکتا ہے، جیسا کہ م س 09ء کی چوتھی سہ ماہی میں دیکھا گیا۔ بعض غیر بینکی مالی کمپنیوں کو سرمایہ کاری کے سرٹیفکیٹس کی شکل میں خردہ امانتیں جمع کرنے کی اجازت ہے تاہم اس صورت میں جو رقم جمع ہوتی ہے وہ عموماً اتنی نہیں ہوتی کہ یہ ادارے اپنی تجارتی سرگرمیاں کر سکیں اور ان میں توسیع لاسکیں۔ نتیجے کے طور پر غیر بینکی مالی کمپنیوں کو اشتراک کے مقابلے میں، جسے کم لاگت کی رقوم تک رسائی حاصل ہے، نقصان میں ہیں۔

2008ء کے ضوابط میں ان مسائل سے بڑی حد تک نمٹا گیا ہے۔ خاص طور پر غیر بینکی مالی کمپنیوں کے تحت کیے جانے والے ہر قسم کے کاروبار کے لیے کم از کم سرمائے کی شرط میں اضافہ بہت ضروری تھا کیونکہ غیر بینکی مالی اور مضاربہ کمپنیوں کی کم اساس سرمایہ کم لاگت کی رقوم لانے میں دشواری کا باعث بنتی رہی ہے۔ اس سے منڈی میں داخلے کی رکاوٹیں بھی کم ہوئی ہیں۔ نتیجے کے طور پر غیر مالی شعبے میں بہت تقسیم ہو گئی ہے اور بڑی تعداد میں چھوٹے اور کمزور ادارے وجود میں آ گئے ہیں جن کا منڈی میں حصہ محدود ہے۔ کم از کم سرمائے میں اضافے کی شرط کے 2011ء تک مرحلہ وار نفاذ سے نہ صرف اس شعبے کی پلک مستحکم ہوگی بلکہ اس سے مزید یکجائی کے لیے محرک بھی فراہم ہوا ہے کیونکہ چھوٹے اداروں کو اشتراک کے ساتھ مضبوط تر بنیادوں پر کام کرنے کی ترغیب ملی ہے۔

معیشت کی مالکاری ضروریات پوری کرنے کے لیے بینکاری نظام نیز مالی شعبے کے دیگر شرکاء پر ضرورت سے زیادہ انحصار دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں سے بالکل

مختلف کیفیت ہے جہاں عام طور پر مالی شعبے کے دوسرے عناصر، جیسے سرمایہ منڈیوں، کی نموبینکاری شعبے کی مالکاری کی استعداد کو سہارا دیتی ہے۔

اگرچہ مالی منڈیاں (بازار زرا اور بازار مبادلہ) معاشی ماحول میں ہونے والی تبدیلیوں کے جواب میں چلک کا مظاہرہ کرتی رہیں اور مالی استحکام برقرار رکھنے میں انہوں نے موثر کردار ادا کیا تاہم اگست 2008ء میں کے ایس سی 100 اشاریے پر 9144 پوائنٹس کا فلور عائد کرنے سے سرمایہ کاروں کے جذبات پر منفی اثر مرتب ہوا ہے کیونکہ اس سے اخراج کا وہ راستہ رک گیا ہے جس کی موجودگی عموماً منڈی پر مبنی نظام میں یقینی سہجی جاتی ہے۔ منڈی کے اشاریے پر فلور عائد کرنے کی کوئی نظیر نہیں سوائے اس کے کہ بعض صورتوں میں انتہائی اقدام کے طور پر ایکویٹی منڈی میں لین دین کو عارضی طور پر معطل کیا گیا۔ فلور عائد کرنے کا فیصلہ کرنے کے بعد سرمایہ کاروں کے مفادات کو تحفظ دینے کی خاطر اسے ہٹانے کے لیے موزوں وقت کا تعین سنگین چیلنج ہے۔

جدول 2: مالی گہرائی کے اظہارے										
فیصد										
اظہارے (آخر جون)										
م 00	م 01	م 02	م 03	م 04	م 05	م 06	م 07	م 08	م 09	☆ ☆
36.6	36.2	39.6	42.6	44.1	45.6	45.0	46.7	44.8	39.9	☆ ☆
2.8	2.9	3.0	3.1	3.2	3.3	3.4	3.4	3.2	3.2	☆ ☆
34.3	32.9	33.0	31.3	30.3	29.0	27.7	26.1	26.5	32.4	☆ ☆
25.4	24.6	24.6	23.8	23.2	22.4	21.7	20.7	20.9	24.4	☆ ☆
9.3	9.0	9.9	10.3	10.2	10.1	9.6	9.6	9.4	9.8	☆ ☆
49.5	49.2	45.6	46.7	51.2	57.7	61.9	61.0	61.6	65.5	☆ ☆
18.1	17.8	18.0	19.9	22.6	26.3	27.8	28.5	27.6	26.2	☆ ☆

☆ ☆ 'ن' ش ق = نجی شعبے کا قرضہ ☆ ☆ ☆ 22 نومبر 2008ء
ماخذ: اسٹیٹ بینک

ایکویٹی منڈی میں زوال اور منڈی کی سرمایہ ختم ہو جانے سے مکانات اور کارپوریٹ کے شعبے پر اثرات کی بنا پر اس کے نظمی مضمرات میوچل فنڈز کی صنعت تک پھیل گئے ہیں جس پر ایکویٹی فنڈز کا غلبہ ہے۔ فلور کے نفاذ کے وقت سے میوچل فنڈز پر بحالی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے بعد ان کی نمومیں نمایاں کمی کی وجہ سے ضابطہ کار کو ایکویٹی فنڈز کی بحالی منجمد کرنے کا اقدام کرنا پڑا جس کے بعد بعض قرضہ جاتی فنڈز نے بحالی روک دی ہے۔ نتیجتاً انتظامیہ کے تحت خالص اثاثے فقط تین ماہ میں 20 فیصد سے زائد ہو گئے ہیں جس سے اثاثوں کے اس زمرے کی نموجو قبل ازیں نمایاں تھی، کم ہوئی ہے۔

دوسری جانب شعبہ بیمہ کا مجموعی مالی شعبے میں بدستور کم حصہ ہے اور ضرورت ہے کہ اس کا قواعدی ڈھانچہ مضبوط بنانے کی حکمت عملی پر زیادہ توجہ دی جائے اور اس شعبے میں موجود تقسیم کو کم کیا جائے۔ دیگر متعلقہ فریقوں سے شراکت میں نئی مصنوعات کے تعارف کے ذریعے نفوذ بڑھانے کی مربوط کوششوں سے آئندہ برسوں میں مثبت نتائج برآمد ہونے کی توقع ہے۔

قومی اور مالی پچتوں کی کم سطح کے پیش نظر ایس ای سی پی نے حال ہی میں نجی پنشن اسکیموں کی شکل میں پیشہ ورانہ پچتوں کے فروغ کے لیے مضبوط فریم ورک متعارف کرایا ہے۔ نجی پنشن فنڈ، جو پیشہ ورانہ انتظام اثاثہ کمپنیاں چلاتی ہیں، مالی شعبے کے کل اثاثوں کا بہت معمولی حصہ ہیں، تاہم اثاثوں کے اس زمرے میں طویل مدتی فنڈ جمع کرنے اور پچت کی سطح میں اضافہ کرنے کی بہت قوت پائی جاتی ہے۔

حالیہ برسوں میں مالی شعبے کی کئی کامیابیوں کے باوجود پاکستان میں مالی گہرائی اور نفوذ (جدول 2) کم ہے اور اسٹیٹ بینک کی مالی شمولیت کی حکمت عملی کے ساتھ اسلامی بینکاری صنعت کے لیے جاری کیے جانے والے طویل مدتی منصوبے دونوں کا ہدف مالی خدمات کا دائرہ بڑھانا ہے۔ عالمی معیشت کے تجربات کو دیکھتے ہوئے مالی شعبے کے لیے ترقی کا راستہ یہ ہے کہ مصنوعات کی ساخت میں سادگی اور شفافیت قائم رکھی جائے اور مالی آزاد کاری کا عمل تدریجاً جاری رہے تاکہ مالی شعبہ صحیح، صحت مند اور موثر انداز میں مزید وسعت پاسکے۔ زری اور مالی استحکام دونوں کے تحفظ کے ذمہ دار مرکزی بینکوں کے لیے موثر ضابطہ کاری ہی ترجیحی راہ ہے۔